# مباحثہ رفع یدین

از قلم

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

ماخوذ: تجلیات صفدر

منجانب: النعمان سوشل میڈیا سروسز

# مباحثہ رفع یدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ دور مسلمانوں کے لئے سخت آزمائش کا دور ہے۔ جن پریشانیوں سے مسلمانوں کو اس دور میں دوچار ہونا پڑا۔ اس سے پہلے یہ صورت نہ تھی۔ نت نئے مسائل کھڑے کئے جارہے ہیں۔ اس کی وجہ ایک ہی سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء اسلام سے بغاوت کے بعد قرآن وحدیث کا ناقص مطالعہ اور اس کے ساتھ ساتھ خود رائی اور خود سری کا مرض۔

ایک دن ایک صاحب دوچار ہمجولیوں کے ساتھ تشریف لائے اور اپنا علمی تعارف یوں کرایا کہ میں نے اسلامیات اور عربی میں ایم۔اے کیا ہے اور قرآن وحدیث کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ کتب احادیث میں بعض ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جو بظاہر آپس میں متعارض معلوم ہوتی ہیں تو وہاں آپ باری باری ہر دو احادیث پر عمل کرتے ہیں یا ان دو تین احادیث میں سے کسی ایک کو راجح قرار دے کر اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسری احادیث پر عمل ترک کردیتے ہیں۔ کہنے لگا کہ سب پر تو کوئی بھی عمل نہیں کرسکتا۔ آخر راجح پر ہی عمل ہوگا اور مرجوح احادیث متروک العمل ہوگی۔ میں نے کہا کہ بعض احادیث کو راجح اور بعض کو مرجوح اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیتے ہیں یا آپ احادیث کے رد وقبول میں اپنی غیر معصوم رائے سے کام لیتے ہیں۔ یقیناً آپ اپنی یا کسی اور امتی کی رائے پر چلتے ہیں تو پھر اپنے کو اہل حدیث

کیوں کہتے ہیں۔ کام رائے سے اور نام اہل حدیث۔ آخر ارشاد باری لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْن آپ کو کیوں یاد نہیں رہا؟ آخر اس کی وضاحت فرمائیں۔

## پہلا اصول :

اس نے کہا کہ ہمارا پہلا اصول یہ ہے کہ جس حدیث کی سند زیادہ صحیح ہو اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسری حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ زیادہ صحیح سند والی حدیث کو چھوڑ کر دوسری حدیث پر عمل کرنے کو ہم عمل بالحدیث ہی نہیں سمجھتے۔ میں نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اسند یعنی سند کے اعتبار سے بہت اعلیٰ ہے جس میں ہے کہ ران عورت نہیں یعنی ران ڈھانکنا ضروری نہیں اور حدیث جرید جس میں ہے کہ ران ڈھانپنا ضروری ہے وہ اَحْوَطْ ہے یعنی اس پر عمل کرنے میں احتیاط ہے کہ انسان اختلاف سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری ص ۵۳/ج۱) تو آپ کے خیال میں وہ لڑکے اور لڑکیاں جو کھیل کے میدان میں ران ننگی کر کے کھیلتے ہیں وہ تو اعلیٰ درجہ کے اہل حدیث ہوئے اور آپ جو ران ڈھانپ کر نماز پڑھتے ہیں اور اب بھی ران ڈھانپے ہوئے ہیں تو آپ اہل حدیث نہ ہوئے' اس پر وہ سخت پریشان ہوا۔ میں نے کہا کہ جناب کا اصول بھی رائے پر مبنی تھا۔ اب نہ آپ اہل حدیث رہے اور نہ ہی اہل رائے۔

## دوسرا اصول :

کہنے لگا کہ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جب متفق علیہ حدیث مل جائے یعنی جس کو امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں نے روایت فرمایا ہو تو اس پر عمل فرض جانتے ہیں اور اس کے خلاف جو احادیث ہوں ان پر ہم ہرگز عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ یہ اصول نہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور نہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے۔ حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی الشافعی کا وصال ۵۸۴ھ میں ہوا ہے۔ انہوں نے شافعی اصولوں کے

موافق پچاس اصول ترجیح تحریر فرمائے ہیں مگر اس وجہ کو بالکل بیان نہیں فرمایا کہ جو حدیث صحیحین میں ہو وہ راجح ہے اور شیخ الاسلام والمسلمین علامہ بن الھمام نے تو صاف فرمایا کہ تحکم 'لا یجوز التقلید فیہ۔ یہ بات بالکل ناانصافی ہے اس کو ماننا جائز نہیں (حاشیہ بخاری ص۱۵۸/ج۱) وہ صاحب اس پر بہت سیخ پا ہوئے کہ یہ تو سب مانتے ہیں میں نے کہا کہ بالکل غلط ہے۔

(۱) دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پیشاب فرمانا بخاری ص۳۶/ج۱' مسلم ص۱۳۳/ج۱ کی متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے مگر اہل سنت کے چاروں مذاہب میں سے کوئی بھی نہیں کہتا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا فرض ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث چونکہ متفق علیہ نہیں ہے اس لئے بیٹھ کر پیشاب کرنا حدیث متفق علیہ کی مخالفت کی وجہ سے حرام ہے۔ خود آپ بھی نہیں کہتے کہ انگریز جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں وہ پکے اہل حدیث ہیں اور ہم جو بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں مخالف حدیث ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد امام ترمذی رحمہ اللہ 'اس متفق علیہ حدیث کے خلاف باب باندھتے ہیں باب النھی عن البول قائما اور فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حرام نہیں۔ ہاں خلاف ادب ہے البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے۔ (ترمذی ص۹)

(۲) بخاری ص۳۱/ج۱' مسلم ص۱۲۳/ج۱ پر متفق علیہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے وقت ایک ہی ہتھیلی سے کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے تھے۔ کلی اور ناک کے لئے الگ الگ چلو لینے کی حدیث نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں' لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔ ان جمعھا فی کف واحد فھو جائز وان فرقھا فھو احب الینا (ص۸۴) یعنی اس متفق علیہ حدیث پر عمل کرنا جائز تو ہے مگر اس کے خلاف فرق کرنا ہمیں زیادہ اچھا لگتا ہے۔

(۳) بخاری ص ۱۲۲ ج ۱ مسلم ص ۱۲۸ ج ۱ پر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زیادہ مشقت نہ ہوتی تو میں حکم دیتا کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کرو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو اٹھارہ صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ نماز کی بجائے وضو کے ساتھ مسواک کرتے ہیں کسی نے ان کو گناہ گار نہیں کہا۔

(۴) بخاری ص ۷۴ ج ۱ مسلم ص ۲۰۵ ج ۱ پر متفق علیہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنی نواسی امامہ کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور بچی کو اٹھائے بغیر نماز پڑھنے کی کوئی صریح حدیث نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں۔ تو کیا سب مسلمان جو بچی کو اٹھائے بغیر نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز حدیث متفق علیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے؟

(۵) بخاری ص ۵۶ / ج ۱ مسلم ص ۲۰۸ / ج ۱ پر حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے جب کہ جوتے اتار کر نماز ادا فرمانے کی کوئی حدیث بخاری مسلم میں نہیں۔ تو کیا عیسائی جو سر سے کپڑا اتار کر اور جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں وہ آپ کے نزدیک پکے اہل حدیث ہیں اور جو غیر مقلد جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں وہ آپ کے نزدیک متفق علیہ حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے منکر حدیث ہیں؟

(۶) آپ لوگ جو کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر دائیں ہتھیلی بائیں کہنی پر مار کر سینے پر ہاتھ باندھنے کو سنت موکدہ کہتے ہیں اس کی حدیث نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں۔

(۷) بخاری ص ۸۵ / ج ۱ مسلم ص ۱۶۴ / ج ۱ پر جو متفق علیہ حدیث ہے اس میں جو اذان ہے وہ بغیر ترجیع کے ہے اور آپ کی مساجد میں ترجیع والی اذان دے کر حدیث متفق علیہ کی مخالفت کی جاتی ہے۔

(۸، ۹، ۱۰) ساری امت ثناء کی جگہ سبحانك اللهم الخ، رکوع میں سبحان ربي العظيم اور سجدہ میں سبحان ربي الاعلى پڑھتی ہے جو بخاری و مسلم کی مرفوع حدیث میں نہیں ہیں ان میں ثناء کی جگہ اللهم باعد بيني الخ ہے۔ بخاری

ص ۱۰۳، ج۱، مسلم ص ۲۱۹، ج۱ رکوع و سجدے کی دوسری تسبیح :بخاری ص ۱۰۹/ ج۱، مسلم ص ۲۱۳/ج۱پر ہے، تو کیا یہ ساری امت گناہ گار ہے؟

## تیسرا اصول :

کہنے لگا ہمارا تیسرا اصول یہ ہے جس طرف زیادہ حدیثیں ہوں ان پر عمل کرتے ہیں اور جس طرف کم ہوں ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ :

(۱) امام بخاری نے (ص ۴۳/ج۱) پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ چھ صحابہ سے حدیث لکھی ہے کہ اگر بیوی سے صحبت کرے اور انزال سے قبل اس سے الگ ہوجائے تو غسل فرض نہیں ان سب کے مقابلے میں ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ ایسی صورت میں غسل فرض ہے تو سب نے یہاں کثرت احادیث کا اعتبار نہیں کیا بلکہ اس ایک روایت کی بنا پر غسل کو فرض قرار دیا ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی احادیث سنداً متواتر ہیں چنانچہ غیر مقلد علامہ البانی لکھتے ہیں: وھو حدیث متواتر کماذکرہ الطحاوی (صِفَۃُ صَلٰوۃِ النبی ص ۰ ۷) کہ یہ حدیث متواتر ہے جیسا کہ امام طحاوی نے ذکر فرمایا۔ جب کہ امت میں جوتے اتار کر نماز پڑھنا عملاً متواتر ہے۔ ساری امت کا اتفاق ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نادر عمل تھا۔ اس لئے بعض اوقات نادر عمل کی روایت زیادہ ہوجاتی ہے۔ میں نے کہا دیکھئے ہمارے ہاں لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یہ ایک جانا پہچانا عمل ہے تو اس کی روایت کی ضرورت نہیں اگر دو چار دن دو آدمی سرپر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ لیں تو یہ روایت سارے شہر میں پھیل جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعتبار کثرت روایت کا نہیں کرنا چاہئے، کثرت تعامل کا کرنا چاہئے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتے پہن کر نماز ادا فرمانا اگرچہ نادر عمل تھا مگر اس کو پچاس کے قریب صحابہؓ نے روایت

کردیا اور جوتے اتار کر نماز پڑھنا جو آپ کا تقریباً دائمی عمل تھا وہ صرف دو چار صحابہؓ نے روایت کیا۔ اسی لئے علمائے اصول نے لکھا ہے: الترجیح لا یقع بفضل عدد الرواۃ (نور الانوار ص۲۰۰) کہ زیادہ راوی ہونا کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے۔

(۳) اسی طرح سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث زیادہ ہیں۔ چنانچہ علامہ البانی لکھتے ہیں: وقد روی ھذا الرفع عن عشرۃ من الصحابۃ (صفۃ صلاۃ النبی ﷺ ص۱۴۶) کہ یہ رفع یدین دس صحابہؓ نے روایت کی ہے۔ اسی طرح غیر مقلدین کے المحدث المفسر الفقیہ الاصولی النظار ابو محمد عبدالحق الھاشمی السلفی المتوفی ۱۳۹۲ھ نے اپنے رسالہ فتح الودود فی تحقیق رفع الیدین عند السجود میں حضرت مالک بن الحویرث، حضرت انس بن مالک الانصاری، حضرت عبداللہ بن عباس الھاشمی، حضرت ابو ہریرہ الدوسی، حضرت عمیر بن حبیب اللیثی، حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری، حضرت وائل بن حجر الحضرمی، حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب العدوی اور حضرت عبداللہ بن الزبیر ۹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیثیں جمع کی ہیں۔ اسی طرح مشہور غیر مقلد عالم ابو حفص بن عثمان العثمانی الداجلی نے اپنے رسالہ فضل الودود فی تحقیق رفع الیدین للسجود میں ان ہی ۹ صحابہ کرام کی احادیث تحریر فرمائی ہیں اور فتاویٰ علمائے حدیث ص۳۰۶ ج۴ پر ہے یہ رفع یدین (سجدوں کے وقت) منسوخ نہیں بلکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمر کا فعل ہے، کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا ہے اور اس کے بعد کوئی ایسی صریح حدیث نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو (عبدالحق و فیض الکریم سندھی) اب دیکھئے سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث زیادہ ہیں جبکہ نہ کرنے کی ایک دو سے زیادہ نہیں اور پھر بھی اکثر احادیث کو چھوڑ کر ایک دو پر عمل کر رہے ہیں تو آپ کا قاعدہ کدھر گیا۔ تو بڑا کھسیانا ہو کر کہنے لگا اچھا پھر آپ فرمائیں کہ آپ کے ہاں ترجیح کے کیا اصول ہیں؟

## ہمارا اصول :

میں نے کہا کہ ہمارا اصول تو بالکل فطری اور عام فہم ہے اور قرآن و حدیث کے بارہ میں ہمارا ایک ہی اصول ہے۔ میں نے کہا جس طرح اختلافی احادیث ہیں اسی طرح قرآن پاک کی بھی سات اختلافی قراتیں ہیں۔ ہم ان سات قراتوں میں سے ایک ہی قرات پر تلاوت کرتے ہیں جو یہاں عوام وخواص میں تلاوتاً متواتر ہے اور وہ ہے قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کی قرات اور قاری حفص کوفی رحمہ اللہ کی روایت۔ بالکل اسی طرح اختلافی احادیث کے بارہ میں ائمہ مجتہدین نے ترجیحات دیں اور اہل سنت میں چار ہی مذاہب ہیں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی تو جس طرح قرآن پاک کی سات قراتوں میں سے ہم اسی قرات پر تلاوت کرتے ہیں جو یہاں تلاوتاً متواتر ہے اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چار ہی مذاہب نے مرتب کی۔ ان چار میں سے ہمارے ہاں صرف اور صرف مذہب حنفی ہی عملاً و درساً عوام و خواص میں متواتر ہے۔ اس لئے جن احادیث کو مذہب حنفی نے راجح قرار دے کر عمل کیا اور وہ احادیث ہمارے ہاں محدثین، فقہا، اولیاء کرام اور عوام میں اسی طرح تعملاً متواتر ہیں جیسے قرات عاصم سب میں تلاوتاً متواتر ہے جس طرح ہمیں قرآن پاک کی تلاوت میں ذرہ بھر شک نہیں، ہمیں اپنی متواتر نماز کے بارہ میں بھی ذرہ بھر شک نہیں۔

## مناظرہ :

وہ صاحب میری باتیں سن رہے تھے اور زیر لب مسکرا رہے تھے۔ آخر کہنے لگے کہ آپ نے رفع یدین کا ذکر کیا ہے، میں ابھی ایک کیسٹ سن کر آیا ہوں کہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں رفع یدین کے مسئلہ پر آپ مناظرہ ہار گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہار اور جیت مدعی کی ہوتی ہے یا سائل کی؟ مدعی اگر اپنا دعویٰ ثابت کردے تو جیت گیا، نہ ثابت کر سکے تو ہار گیا۔ میں تو اس مناظرہ میں سائل تھا۔ ان کے دعویٰ پر ثبوت مانگتا تھا جس کو وہ پیش نہ کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکیں گے انشاء اللہ۔

## شرائط :

میں نے لکھوایا کہ اہل حدیث اپنا امتیاز یہ بتایا کرتے ہیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو دلیل مانتے ہیں۔ کسی امتی کی بات ماننا تقلید اور شرک ہے۔ اس لئے مناظرہ میں غیر مقلد مناظر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی امتی کا قول پیش نہیں کرے گا۔ وہ سنت یا حدیث صحیح وضعیف کی تعریف کرے گا تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش کرے گا۔ اور اگر کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہے گا تو بھی اللہ اور رسول ﷺ سے ثابت کرے گا۔ جب اس نے اپنی کوئی رائے بیان کی یا کسی امتی کی رائے پیش کی تو مناظرہ ختم کر دیا جائے گا کیونکہ وہ اہل حدیث ہی نہیں رہا مشرک ہو گیا ہے۔ تو مشرک اہل حدیث کا مناظر کیسے ہو سکتا ہے؟ نیز غیر مقلد مناظر قرآن وحدیث سے ہی دلیل دے گا مگر ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ہمارا دین مکہ مدینہ والا ہے اور حنفیوں کا کوفے والا۔ اس لئے اس کو اس قرآن پاک سے کوئی آیت پڑھنے کا حق نہیں ہوگا جو قاری عاصم کوفی کی قرات پر ہے وہ مکی یا مدنی قاری کی قرات والا قرآن پڑھے گا اور آیت سند سے سنائے گا کیونکہ وہ قرات یہاں متواتر نہیں اس لئے سند کی ضرورت ہوگی اور حدیث بھی ایسی کتاب سے سنائے گا جس کا لکھنے والا یا مکہ کا رہنے والا ہو یا مدینہ کا اور تاریخ شہادت سے ثابت کرے گا کہ وہ نہ مجتہد تھا اور نہ مقلد تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ کیونکہ ان کے ہاں قیاس کرنے والا یعنی مجتہد شیطان ہے اور تقلید کرنے والا مشرک۔ تو یہ کوئی ایسی حدیث پیش نہ کر سکیں گے جس کتاب کا جامع مجتہد یا مقلد ہو۔ ان شرائط کو ماننے سے انہوں نے پورے زور سے انکار کیا۔ اب آپ ہی یہ بتائیں کہ ان کی شکست تھی یا فتح۔ وہ کہنے لگا کہ شرطیں تو آپ نے صحیح پیش کیں کیونکہ وعدہ پورا کرنے کی تاکید قرآن وسنت میں واضح ہے اور وہ یہی کہا کرتے ہیں کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، ہم مکے مدینے والے ہیں، تقلید شرک ہے اور آپ نے ان کو صرف اس وعدہ کی پابندی یاد دلائی۔ ان کو یہ شرائط ضرور ماننا چاہئیں تھیں مگر اس وعدہ کو وہ کبھی پورا نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا کہ پھر تو وہ جھوٹا وعدہ کرنے

والے ہوئے اور جو فریق اپنے وعدہ سے منحرف ہو جائے یہ جیت ہے یا ہار؟ اس نے کہا یہ تو ہار ہے۔

## نئی شرائط :

میں نے کہا پھر ان لوگوں نے شور مچایا کہ مناظرہ کی شرائط پہلے سے طے شدہ ہیں۔ میں نے کہا نہ وہ میں نے طے کی ہیں اور نہ مجھے علم ہے اور وہ یہ ہیں کہ صرف صحاح ستہ یعنی بخاری (۲۵۶ھ)، مسلم (۲۶۱ھ)، ابن ماجہ (۲۷۳ھ)، ابوداؤد(۲۷۵ھ)، ترمذی(۲۷۹ھ) اور نسائی (۳۰۳ھ) سے احادیث بیان ہوں گی۔ میں نے کہا ان میں خیرالقرون کی کتاب ایک بھی نہیں ہے اور ان میں سے ایک بھی نہ اہل مکہ سے ہے، نہ اہل مدینہ سے اور ان میں سے کسی ایک کے بارہ میں آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا اس لئے غیر مقلد تھا۔ نواب صدیق حسن خاں نے اتحاف النبلاء ص ۴۲۴ اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء ص ۲/۱۷/ج ا پر ان سب کو فارسی النسل لکھا ہے۔ اسی لئے آپ کے حقیقی بھائی اہل قرآن آپ کو طعنہ دیا کرتے ہیں کہ ایک عربی قرآن کے مقابلے میں یہ چھ عجمی قرآن کیوں بنالئے گئے۔ اس لئے ان کتابوں سے آپ کو استدلال کا کوئی حق نہیں۔ رہے حنفی تو دیکھو میں نے کتنے انصاف کی بات کہی تھی کہ آپ غیر مقلد ہیں اس لئے آپ ایسی کتابوں سے حدیث پیش کریں جن کا جامع نہ مجتہد ہو نہ مقلد بلکہ غیر مقلد ہو، اسی طرح آپ کو بھی لازم تھا کہ مجھے یہ کہتے کہ آپ دلائل ان کتابوں سے پیش کریں جن کے جامع حنفی ہوں۔ اگر حنفی خود شوافع وغیرہ کی کتابوں سے دلیل دے تو اس کی عظمت کی دلیل ہے کہ مخالف کی شہادت بہت ہی وقیع سمجھی جاتی ہے۔ ورنہ اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ آپ کو بھی ہم مجبور کریں گے کہ آپ اپنے دلائل ان حدیث کی کتابوں سے دیں جن کے جامع حنفی ہیں۔ مثلاً مسند امام اعظم رحمہ اللہ، کتاب الآثار ابی یوسف رحمہ اللہ، کتاب الآثار امام محمد رحمہ اللہ، موطا امام محمد رحمہ اللہ، کتاب الحجۃ امام محمد رحمہ اللہ اور طحاوی شرح معانی الآثار وغیرہ۔ لیکن وہ حق اور انصاف کو کب مانتے تھے۔ آخر میں نے حدیث پاک

پڑھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل (صحاح ستہ) ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔ اب میں بار بار یہ حدیث سنا رہا تھا اور نام نہاد اہل حدیث کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ نہ جائے ماندن: نہ پائے رفتن۔ حدیث کو مانتے ہیں تو شرطیں باطل ہوتی ہیں اور حدیث کا انکار کرتے ہیں تو اہل حدیث کی بجائے منکر حدیث بنتے ہیں۔ اب ان کا جھوٹا اہل حدیث ہونا عالم آشکار ہو چکا تھا۔ چنانچہ بشیر قاسمی صاحب کی منتیں کر رہے تھے کہ شرطوں سے ہماری جان چھڑاؤ اور مناظرہ شروع کراؤ۔ کیا یہ ذلت آمیز شکست نہ تھی؟

## ایک جھوٹ :

اب وہ کہنے لگے تمہاری اصول فقہ کی کتاب معلم الثبوت میں لکھا ہے کہ مقلد نہ قرآن سے دلیل لے سکتا ہے نہ حدیث سے' اس کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے۔ میں نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مقلد قرآن وحدیث سے دلیل نہیں لے سکتا۔ ہمارے ہاں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے موافق اجتہاد کا جواز ہی جب ہے کہ مسئلہ کتاب وسنت میں صراحتاً مذکور نہ ہو۔ اس لئے اجتہادی مسائل میں مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے' نہ مقلد کا اپنا ظن اور نہ مجتہد کا ظن' اس لئے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ جس حدیث کو صحیح یا ضعیف کہیں گے یا اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش کریں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں ضعیف۔ اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ اس کی صحت وضعف ثابت نہ کر سکے تو آپ نہ اسے صحیح کہہ سکیں گے اور نہ ضعیف۔ ہاں اس کے بعد اگر میرے امام کا مفتیٰ بہ قول آپ پیش کر دیں کہ آپ کے امام نے اس کو صحیح یا ضعیف کہا ہے یا اس کے موافق فتویٰ دیا ہے یا اس کو ترک کیا ہے تو وہ میرے لئے بطور الزامی دلیل کے درست ہوگا۔ لیکن آپ نے کیسٹ سنی ہے تو وہ کسی ایک حدیث کو بھی اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح یا ضعیف ثابت کر سکا؟ وہ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے پوچھا کسی ایک حدیث کو بھی میرے امام رحمہ اللہ کے قول سے صحیح یا ضعیف ثابت کر سکا؟ اس نے کہا بالکل نہیں۔ میں نے کہا

پھر اس کا نام جیت ہے یا ہار؟ کہنے لگا کہ یہ تو بہت زبردست ہار ہے۔

کیا خوب ہوا ہے مدعی کا فیصلہ میرے حق میں

## نفس مسئلہ :

میں نے پوچھا کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ چار رکعت نماز میں وہ اٹھارہ جگہ کندھوں تک رفع یدین کرنے کو خلاف سنت کہتے ہیں اور چار رکعت میں دس جگہ ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کو سنت موکدہ کہتے ہیں اور جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ یہ ان کا ہر جگہ عمل ہے مگر غیر مقلد مناظر نے ایک دفعہ بھی اپنی زبان سے یہ دعویٰ بیان نہیں کیا۔ باوجودیکہ میں ہر تقریر میں اس کو یاد دلاتا تھا مگر اس کی زبان جل جاتی اگر وہ ایک دفعہ اپنا دعویٰ پورا بیان ہی کر دیتا۔ اس نے ایسا کیوں نہ کیا؟ اس لئے کہ اس کے پاس اپنے مکمل دعویٰ پر ایک بھی حدیث نہ تھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے اس کی زبان سے یہ مکمل دعویٰ ایک دفعہ بھی کیسٹ میں سنا؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا کیا یہ اپنی بزدلی اور شکست کا اعتراف نہیں؟ کہنے لگا بالکل۔

" ہرچہ شک آرد کافر گردد "

## سنت موکدہ :

میں نے کہا کہ اس نے دعویٰ تو بڑے زور شور سے کیا کہ یہ رفع یدین سنت موکدہ ہے مگر سنت موکدہ کا حکم نہ اللہ سے دکھا سکا، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ ہی اس نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت موکدہ کی جامع مانع تعریف کی بلکہ اس کو تو اپنی ناکامی اور شکست کا اتنا یقین تھا کہ وہ امتیوں کی اصول فقہ سے بھی سنت موکدہ کی تعریف بیان نہ کر سکا کیونکہ تعریف کرنے کے بعد اس کا سنت موکدہ ثابت کرنا ہی ممکن نہ تھا۔

## حدیث :

پورے مناظرے میں وہ صحیح اور ضعیف حدیث کی تعریف بھی قرآن وحدیث

سے بیان نہ کر سکا۔ کیا آپ نے کیسٹ میں یہ تعریف سنی ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ اس مناظر کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے؟ کہنے لگا بالکل۔

## میرا سوال :

میرا سوال جس کو میں نے ہر تقریر میں دہرایا وہ کتنا عام فہم اور سادہ تھا کہ جس طرح ہمارا "کلمہ توحید" نفی اور اثبات سے مل کر مکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ اپنے دعویٰ کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر مکمل دلیل دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۸ جگہ رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو اور ۱۰ جگہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا ہو اور خود ہمیشہ اس پر عمل فرمایا ہو اور فرمایا ہو کہ جو اس طرح رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو' تو میں وہ حدیث پاک سنتے ہی بلا حیل و حجت فوراً چار رکعت نفل اس طریقہ سے پڑھوں گا اور تاحیات اسی پر عامل رہوں گا۔ کیا وہ آخر تک ایسی کوئی حدیث سنا سکے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ کیا انہوں نے کسی جگہ بھی مجھ سے مطالبہ کیا یا میرے ساتھیوں کو مجبور کیا کہ ہم نے حدیث میں پانچوں باتیں دکھادی ہیں اس لئے تم خود بھی چار رکعت اسی طرح پڑھو اور اپنے مناظر کو بھی اس پر مجبور کرو؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ میں نے کہا چلو میں اب بھی اس پر قائم ہوں۔ آپ کیسٹ سے یہ حدیث لادیں میں ابھی چار رکعت اسی طرح پڑھوں گا۔ اس نے کہا ایسی حدیث تو کیسٹ میں نہیں ہے۔ میں نے کہا اس سے تو صاف معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی نماز کا یہ طریقہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں۔ اگر ان کی نماز سنت کے موافق ہے تو معاذاللہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سنت کے خلاف ہوگی اور اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز صحیح اور یقیناً صحیح ہے تو ان کی نماز ہرگز صحیح نہیں۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم :

میں نے پوچھا کہ آپ نے پوری کیسٹ سنی ہے تو کیا خلفائے راشدین اور باقی

عشرہ مبشرہ ؓ میں سے کسی ایک سے بھی یہ اپنا مکمل عمل دکھا سکے؟ کہنے لگا ہرگز نہیں۔ تو میں نے کہا ان کے نزدیک تو عشرہ مبشرہ ؓ کی نماز بھی خلاف سنت ہوئی۔ کہنے لگا بے شک۔ میں نے پوچھا کسی ایک مہاجر، کسی ایک انصاری، کسی ایک ہی صحابی سے یہ پورے مناظرے میں اپنی نماز کا مکمل طریقہ دکھا سکے؟ کہنے لگا ہرگز ہرگز نہیں۔ میں نے کہا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک سب کے سب صحابہ ؓ خلاف سنت نماز پڑھتے تھے اگرچہ ایک ہی سنت کے تارک ہوں معاذ اللہ۔ اس سے یہ بات صاف ہو گئی کہ یہ لوگ جو اپنی کتابوں، اپنے اشتہاروں اور اپنی تقریروں میں کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام ؓ ہمارے جیسی نماز پڑھتے تھے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جھوٹ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت کو ان کے جھوٹے پروپیگنڈے سے محفوظ فرمائے۔

## ائمہ کرام رحمہم اللہ :

میں نے پوچھا کہ کیا پوری کیسٹ میں ائمہ رحمہم اللہ میں سے کسی ایک امام سے بھی وہ اپنے اس مکمل دعویٰ کو ثابت کر سکا؟ اس نے کہا بالکل نہیں۔ میں نے کہا جیت اسی کا نام ہے؟ اسے تو اب مرتے وقت تک یہ شعر "وردِ زبان" رکھنا چاہئے۔

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ہائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

## ٹکڑوں کا اثبات :

اس نے کہا کہ اگرچہ وہ اپنے مکمل دعویٰ پر کوئی صریح دلیل بیان نہیں کر سکا۔ لیکن اس نے الگ الگ ٹکڑوں پر تو دلیل دینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے کہا بہت خوب...... ایک مرزائی کہنے لگا کہ قرآن پاک سے دکھا سکتا ہوں کہ غلام احمد مسیح اور رسول ہے۔ جب اس کے سامنے قرآن پاک رکھا گیا تو کہنے لگا میں اپنا یہ دعویٰ ایک ہی جگہ سے تو نہیں دکھا سکتا مگر اس کے الگ الگ ٹکڑے دکھا سکتا ہوں۔ چنانچہ قرآن پاک

سے ایک جگہ سے لفظ غلام دکھایا' دوسری جگہ سے احمد' تیسری جگہ سے مسیح اور چوتھی جگہ سے رسول۔ تو کیا اس سے اس کا دعویٰ ثابت ہوگیا۔ کہنے لگا نہیں۔ میں کہا اس کو کہتے ہیں :

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا : بھان متی نے کنبہ جوڑا

میں نے کہا اس مرزائی نے چاروں ٹکڑے دکھاتو دیئے' اس سے تو یہ بھی نہ ہوا۔

**منع :**

میں نے کہا تھا کہ جن ۱۸ جگہوں میں آپ رفع یدین نہیں کرتے۔ ان کے لئے آپ منع کا لفظ دکھادیں۔ باقی ۹ جگہ کے لئے ہم سے منع کا لفظ دیکھ لینا' ان ۱۸ جگہ کے لئے آپ منسوخ کا لفظ دکھادیں ہم سے منسوخ کا لفظ دیکھ لیں' ان ۱۸ جگہ کے لئے آپ حرام یا مکروہ کا لفظ دکھادیں باقی ۹ جگہ کے لئے ہم سے حرام اور مکروہ کا لفظ دیکھ لیں' ان ۱۸ جگہ کے لئے آپ ترک کا لفظ دکھادیں' ہم سے ترک کا لفظ دیکھ لیں۔ آپ خود ہی پیمانہ بنالیں ۱۸ جگہ کا مسئلہ بڑا ہے پہلے اس کو حل کرلیں' ۹ جگہ کا مسئلہ تو اس سے نصف ہے یہ بعد میں حل ہوجائے گا۔ اب آپ ہی یہ بتائیں کہ اس نے کیسٹ میں ۱۸ جگہ کے لئے منع' منسوخ' حرام' مکروہ یا ترک کا لفظ دکھادیا؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا میں تو آج تک اس کی بے بسی پر یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔

کیا شوخیاں دکھائے گا اے نشتر جنوں
مدت سے ایک زخم جگر ہی چھلا نہیں

**نماز نہ ہونا :**

وہ اپنے اس دعوے پر کہ جو دس جگہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی کوئی دلیل پیش کرسکا؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ میں نے کہا حدیث مسیئی الصلوٰۃ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ سکھایا بخاری (ص ۱۰۴ ج۱' ص ۱۰۹/ج۱' ص ۹۲۴/ج ۲' ص ۹۸۶/ج ۲) مسلم (ص ۱۷۰/ج۱) ترمذی

(ص۲۶/ج۱) ابوداؤد ص ۱۲۴/ج۱) نسائی (ص۱۴۱/ج۱ص۱۶۱/ج۱) ص ۱۷۰/ج۱)
ص۱۹۴/ج۱) اور ابن ماجہ (ص ۶۲) پر موجود ہے۔ اس حدیث میں غیر مقلدین کی نماز
کے ارکان اربعہ سینے پر ہاتھ باندھنا، فاتحہ کا فرض ہونا، آمین بالجہر اور رفع یدین میں سے
ایک بھی نہیں اور بعض روایات کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح ہے کہ
اس طرح نماز پڑھ لی (یعنی ان چاروں کے بغیر) تو نماز پوری ہو گئی۔ غرض اس ٹکڑے پر
بھی وہ دلیل نہ لا سکا اور خالی شور کی مثال ایسی ہے کہ :

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

## ۹ جگہ کی رفع یدین :

غیر مقلد مناظر کو چونکہ دس تک بھی گنتی یاد نہ تھی اس لئے وہ ۹- اور ۱۰ کا فرق نہ
سمجھ سکا۔ اس نے ۱۰ جگہ رفع یدین کو سنت موکدہ اور اس پر آخر تک عمل باقی رہنا
ثابت کرنا تھا مگر سنت موکدہ اور آخری عمر کا لفظ تو کیا دکھا سکتا دس کی گنتی بھی پوری نہ
کر سکا۔ پھر جب اسے کہا گیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام مالک رحمہ
اللہ کی سند سے نقل کیا ہے جب کہ موطا امام مالک میں ۵ جگہ رفع یدین ہے۔ بخاری میں
اِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ کے الفاظ کا اضافہ کر کے ۵ کو ۹ کر لیا گیا ہے پھر موطا میں جو مدینہ
منورہ کے امام کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں "رفع یدیہ" تھا بخاری میں اس کو
"کان یرفع یدیہ" بنالیا گیا جس کا آپ غلط ترجمہ کر کے عوام کو دھوکا دیتے ہیں آپ
مدینہ سے بغاوت کر کے فارس کیوں پہنچ گئے ہیں۔ ان تین باتوں کا کوئی جواب اس نے
کیسٹ میں دیا؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ میں نے کہا جناب نے دس جگہ کی رفع یدین
کے ساتھ سنت موکدہ اور آخر عمر تک کا لفظ دکھانا تھا کچھ بھی نہ دکھا سکے اور آپ خوب
جانتے ہیں کہ ایک سنت بھی رہ جائے تو نماز خلاف سنت ہوتی ہے۔ تو گویا بجائے اس
کے کہ آپ اپنی نماز کو موافق سنت ثابت کریں آپ ایسی احادیث پڑھ کر گویا یہ ثابت
کر رہے ہیں کہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر تک خلاف سنت نماز پڑھتے رہے کیونکہ ایک سنت کے

چھوڑنے سے بھی نماز خلاف سنت ہی ہوتی ہے۔ سارے غیر مقلد پریشان تھے کہ کس کو مناظر بنا بیٹھے جس کو دس تک گنتی بھی نہیں آتی، جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو خلاف سنت ثابت کر رہا ہے۔

## دس والی حدیث :

آخر میں وہ صاحب فرمانے لگے کہ اس میں شک نہیں پہلے اسے گنتی کا خیال نہ تھا، لیکن آخر ایک حدیث اس نے دس والی پڑھ تو دی تھی۔ میں نے کہا پھر اس کی جو وضاحت میں نے عرض کی اس کے جواب میں تو سب کو سانپ سونگھ گیا۔

باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین حدثنا عیاش بن الولید حدثنا عبدالاعلیٰ قال حدثنا عبیداللہ عن نافع ان ابن عمر اذا دخل فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ واذارکع رفع یدیہ واذاقال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ واذاقام من الرکعتین رفع یدیہ ورفع ذالک ابن عمر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ ابن طھمان عن ایوب و موسی بن عقبہ مختصرًا (بخاری ج۱/ص۱۰۲ وفات ۲۵۶ھ)

ترجمہ: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نماز میں داخل ہوئے اور اللہ اکبر کہہ کر رفع یدین کی اور جب رکوع کیا تو رفع یدین کی اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع یدین کی اور جب دو رکعت سے کھڑے ہوئے تو رفع یدین کی اور اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا۔ اس کو حماد بن سلمہ نے ایوب۔ نافع۔ ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور ابن طھمان نے ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے مختصراً روایت کیا۔

اس حدیث میں نہ تو ۱۸ جگہ رفع یدین کی نفی ہے، نہ ہی یہ مذکور ہے کہ آپ نے ہاتھ کہاں تک اٹھائے، نہ ہمیشہ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے جیسے بال قائما آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس کا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے کہ آپ ہمیشہ

کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اور نہ ہی اس حدیث میں یہ ہے کہ جو دس جگہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی اس حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کیا اور سب سے بڑا دھوکا یہ دیا کہ خط کشیدہ الفاظ بالکل چھوڑ دیئے۔ نہ مناظر کو اور نہ کسی معاون کو ذرا بھر حیا آئی کہ ہم کتنا بڑا دھوکہ کر رہے ہیں۔ اور ترجمہ بھی بالکل غلط کیا کہ ماضی مطلق کا ترجمہ ماضی استمراری والا کر دیا۔

(۱) جب اس حدیث کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صحیح کہا نہ ضعیف تو نام نہاد اہل حدیث کو نہ تو اس کو صحیح کہنے کا حق ہے اور نہ ضعیف کہنے کا۔ ہاں ہم اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے مطابق جب اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فیصلہ نہ ملے تو ائمہ مجتہدین کے فیصلے کو تسلیم کرلینا چاہئے۔ اس حدیث میں چاروں ائمہ میں سے کسی کا عمل نہیں تو جیسے جس قرات کو ساتوں قاری ترک کردیں اس کے شاذ و متروک ہونے میں کوئی شک نہیں ہوتا اسی طرح جس حدیث کو چاروں ائمہ میں سے کسی نے بھی اپنا مذہب قرار نہ دیا ہو اس کے شاذ ہونے میں شک نہیں۔

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک سنہری سند مالک عن نافع عن ابن عمر ہے۔ یہ روایت سنہری سند سے امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش سے بھی پہلے موطا امام مالک اور موطا امام محمد میں لکھی جا چکی تھی، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی وفات ۱۷۹ھ اور امام محمد رحمہ اللہ کی وفات ۱۸۹ھ ہے، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش ۱۹۴ھ ہے، مگر اس کے الفاظ بخاری سے بہت مختلف ہیں۔ مالك عن نافع ان عبدالله بن عمر كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حذو منكبيه واذا رفع رأسه من الركوع رفعهما دون ذالك (موطا مالک ص۶۱، موطا محمد ص۸۷، جزء رفع یدین نمبر۴۷) مالک نافع سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو رفع یدین کی کندھوں کے برابر تک اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو ہاتھ اٹھائے اس سے کم۔

مدینہ منورہ کے امام مالک رحمہ اللہ نے جب یہ حدیث لکھی تو رفع یدین پانچ جگہ تھی یہی روایت کوفہ میں پہنچی تو پانچ ہی جگہ رفع یدین تھی مگر جب یہ روایت بخارا میں پہنچی تو رفع یدین ۵ سے بڑھ کر ۱۰ جگہ ہو گئی۔

پھر مدینہ منورہ میں یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع نہ تھی' کوفہ میں بھی اپنی اصلی حالت پر ہی رہی مگر بخارا میں پہنچ کر فعل ابن عمر کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر دیا گیا۔ اسی لئے امام ابو داؤد رحمہ اللہ (۲۷۵ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی زندگی میں ہی اس غلطی کی نشان دہی فرمادی قال ابو دائود الصحیح قول ابن عمر لیس بہ فوع کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع نہیں (ابو داؤد ص ۱۰۸/ج ۱)

موطا مالک اور موطا محمد میں جو وضاحت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کے وقت تو ہاتھ کندھوں تک اٹھائے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اس سے کم ہاتھ اٹھائے یہ بات بخاری سے بھی حذف کر دی گئی اور جزء رفع یدین سے بھی۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ (۲۷۵ھ) نے فرمایا: قال ابو دائود رواہ اللیث بن سعد و مالك وایوب وابن جریج موقوفاً (ص ۱۰۸) چنانچہ اس غلطی کو تسلیم کر لیا گیا۔ قال البخاری والمحفوظ ما روی عبیدالله وایوب ومالك وابن جریج واللیث وعدة من اہل الحجاز واہل العراق عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنه (جزء رفع یدین ص ۸۳) یعنی بخاری نے بھی مان لیا کہ یہ سب اس کو ابن عمرؓ سے موقوف بیان کرتے ہیں۔ ان باتوں کا کوئی جواب لامذہب مناظر نہ دے سکا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو رواہ حماد بن سلمہ عن ایوب الخ تعلیق بیان کی ہے۔ یہ جزء رفع یدین نمبر ۵۳' ۵۴ پر مکمل موجود ہے اس میں اذا قام من الرکعتین کی رفع یدین نہیں' تو گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس دسویں رفع یدین

کے غیر محفوظ ہونے کا اشارہ فرمادیا۔ چونکہ اس سے مناظر صاحب کی دس کی گنتی پوری نہیں ہو سکتی تھی اس لئے مناظر صاحب اس عبارت کو بلا ڈکار ہضم کر گئے۔ اس کی وضاحت بھی ابوداؤد نے فرمادی تھی واسندہ حماد بن سلمۃ وحدہ عن ایوب لم یذکر ایوب و مالک الرفع اذاقام من السجدتین (ص۱۰۸/ج۱)

آخری عبارت ابن طہمان اور موسیٰ بن عقبہ والی تعلیق جو آخر میں بخاری لائے ہیں وہ بیہقی ص ۷۱/ج۲ پر ہے اس میں نہ اذاقام من الرکعتین ہے اور نہ مرفوع ہے۔ یہ تھا آخری اشارہ امام بخاری رحمہ اللہ کا کہ یہ نہ مرفوع ہے نہ دسویں رفع یدین ثابت، جس کو مناظر صاحب نے چھوڑ دیا۔

## سند کا حال :

پہلا راوی بخاری ص ۱۰۲ پر عیاش بن الولید ہے مگر جزء رفع یدین مطبوعہ دہلی ص ۱۲ پر عباس ہے اب یہ راوی مشکوک ہوگیا اس لئے فیض الرحمٰن ثوری غیر مقلد نے جزء رفع یدین ص ۳۸ پر اور پیر جھنڈا نے جلاء العینین ص ۳۶ پر تحریف کرکے عباس کو عیاش بنادیا۔ جب کہ "الرسائل فی تحقیق المسائل" کے چودہ مجاہدین بھی اس کو عباس ہی لکھتے ہیں اور خالد گھرجاکھی نے بھی اپنے رسالہ جزء رفع یدین میں جزء بخاری کے حوالے سے عباس ہی لکھا تھا (ص ۷۰) مگر خالد گھرجاکھی نے جب جزء رفع یدین بخاری شائع کیا تو تحریف کرکے عباس کو عیاش کردیا۔

دوسرا راوی عبدالاعلیٰ ہے، یہ متکلم فیہ ہے، قدری ہے۔ بندار فرماتے ہیں: واللہ لا یدری ای رجلیہ اطول (میزان الاعتدال ص ۵۳۱/ج۲) باوجود متکلم فیہ ہونے کے محدث عبدالوہاب ثقفی کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ عبدالاعلیٰ اس کو مرفوع کرتا ہے جیسا کہ بخاری ص ۱۰۲ پر ہے اور عبدالوہاب اس کو موقوف بیان کرتا ہے جیسا کہ جزء بخاری ص ۴۸ پر ہے۔ اگلے راوی میں بھی اختلاف ہے بخاری ص ۱۰۲ پر عبیداللہ ہے اور جزء بخاری مطبوعہ دہلی میں عبداللہ ہے جو متروک الحدیث ہے اس لئے پیر جھنڈا نے جلاء العینین ص ۱۵۴ اور فیض الرحمٰن ثوری نے جزء رفع الیدین ص ۴۸

پر تحریف کر کے عبید اللہ بنادیا ہے۔

ان سب کے بعد عجیب بات تو یہ ہے کہ جزء بخاری ص ۸۳ پر ہے وزادو کیع عن العمری عن نافع عن ابن عمر عن النبی انه کان یرفع یدیه اذا رکع واذاسجد اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ زیادت مقبول ہے۔ لیجئے مناظر صاحب! اب تو دس کی چھبیس رفع یدین بن گئیں اور آپ ہر چار رکعت میں ۲۹ سنتوں کے تارک بن گئے۔ یہ ہے اس حدیث کا حال جس کو غیر مقلدین سب صحابہ؄ ' سب تابعین رحمھم اللہ اور سب ائمہ رحمھم اللہ کے خلاف اپنا معمول بنا رہے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے امام محمد رحمہ اللہ فرما گئے تھے کہ حضرت علی؄ اور حضرت عبداللہ بن مسعود؄ سے بہت مضبوطی سے ثابت ہے کہ وہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے اور یہ اہل بدر میں سے ہیں جو اگلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے اور یہ حضرات یقیناً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ واقف تھے۔ اس لئے ان کی روایت کو ترجیح ہوگی (کتاب الحجہ ص ۹۵) پھر امام محمد رحمہ اللہ نے خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رفع یدین نہ کرنا روایت فرمایا۔ اب ظاہر ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو ترجیح ہوگی جو اہل بدر کے موافق ہوگی۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ (۱۸۹ھ) کے اس مطالبہ کو امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) اور امام مسلم رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) پورا نہیں کر سکے کہ وہ اہل بدر سے نہ کوئی مرفوع حدیث صحیحین میں لاسکے ہیں اور نہ موقوف۔

" پس بہ دیگراں چہ رسد "

## حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا :

نام نہاد اہل حدیث مناظر کے دعویٰ کا ایک ٹکڑا یہ بھی تھا۔ جس طرح ہم رکوع اور سجود کے ساتھ تکبیر کو سنت کہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں آپ ﷺ آخر عمر تک

یہ تکبیرات انتقال کہتے رہے تو ہم اس پر صریح حدیث پیش کرتے کہ آپ ہمیشہ یہ تکبیرات کہتے رہے حتٰی فارق الدنیا یہاں تک کہ دنیا سے علیحدگی فرمائی (بخاری ص ۱۱۴/ج۱ ' نسائی ص ۱۷۳/ج۱) اسی طرح نام نہاد اہل حدیث کا فرض تھا کہ ۱۸ جگہ کی نفی اور دس جگہ کے اثبات کے ساتھ ایسے الفاظ دکھادیتا خواہ بخاری سے خواہ مسلم سے لیکن اس میں بالکل ناکام رہا کیونکہ بے ان چاروں کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ ہاں شور مچا مچا کر "تھوتھا چنا باجے گھنا" کی مثال پوری کرتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ ہی فرمائیں آپ نے کیسٹ سنی' کسی نے صحاح ستہ سے کوئی ایسی روایت پیش کی ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا تکبیرات انتقال کے آخر تک باقی رہنے کا ایک اور بھی ثبوت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بھی یہ تکبیرات کہتے رہے اور ابوبکر بھی' عمر بھی (ترمذی ص۵۹) اور عثمان بھی۔ (نسائی ص ۱۷۲/ج۱) اس سے صاف سمجھ آتا ہے کہ یہی وہ نماز تھی جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر گئے پھر حضرت ابوبکر' عمر کو چھوڑ گئے اور عمر' عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے لیکن ایسی صریح حدیث ان کے پاس کہاں۔ آخر نام نہاد اہل حدیث' حدیث سے دست بردار ہو کر تاریخ کی طرف بھاگا اور یہ کہا کہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ ۹ھ میں ایمان لائے تھے' انہوں نے حضور ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ میں نے کہا :

(۱)...... پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کے ۹ھ میں ایمان لانے کی کوئی سند پیش کرو۔ جس کو وہ پیش نہ کر سکا۔

(۲)...... پھر میں نے کہا کہ حضرت مالک بن الحویرث ؓ کی حدیث سے آپ کو کیا تعلق کیونکہ اس کی کسی سند میں بھی تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر نہیں جس کو آپ سنت موکدہ کہتے ہیں تو گویا آپ کے نزدیک ۹ھ میں رسول پاک ﷺ خلاف سنت نماز پڑھتے تھے۔

(۳)...... مالک بن الحویرث ؓ کی حدیث نسائی ص ۱۶۵/ج۱ اور ص ۱۷۲/ج۱ پر ہے جس

میں آنحضرت ﷺ کا سجدوں کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث پر عمل کرنے والا مردہ سنت کو زندہ کرنے والا ہے اور اس کو سو شہید کا اجر ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ چار رکعت نماز میں ۱۷ جگہ سنتوں کو ضائع کرتے ہیں۔ ۱۶ دفعہ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا ۹ھ تک سنت تھا جو آپ نے چھوڑ دیا اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین ۹ھ میں بالکل سنت نہ تھا اور آپ نے اس کو سنت بنا ڈالا۔

## صحاح ستہ سے بغاوت :

آپ نے کیسٹ سن لی۔ نام نہاد اہل حدیث مناظر سارے مناظرے میں کے مدینے سے باغی رہا اب صحاح ستہ سے بھی بھاگ گیا کیونکہ نسائی صحاح ستہ میں شامل ہے انہوں نے ص۱۲۵/ج۱ اور ص۱۷۲/ج۱ پر سجدوں کی رفع یدین کا باب باندھا اور اس میں حضرت مالک بن الحویرث ؓ کی حدیث لائے پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کو متروک العمل قرار دیا' پھر ص۱۵۸/ج۱ اور ص۱۶۱/ج۱ پر رکوع کی رفع یدین کا باب باندھا۔ اس میں ابن عمر وغیرہ کی احادیث لائے اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی حدیث سے ان کو متروک العمل قرار دیا۔ یہ ہے ایک شافعی محدث کی تبویب اور ترتیب جس کو نام نہاد اہل حدیث مناظر صرف بے سند تاریخ سے رد کرنا چاہتا ہے۔ میں نے بھی آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سنن نسائی کے حوالہ سے پیش کی۔ عن عبدالله (ابن مسعود) قال الا اخبر کم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد (نسائی ص۱۵۸/ج۱)

(۱)...... اس حدیث میں میرا مکمل مسئلہ ہے جس طرح ہماری توحید ہے کہ صرف ایک اللہ کو ماننا باقی سب کا انکار' اسی طرح ہماری رفع یدین ہے کہ صرف ایک جگہ کا اثبات اور باقی ہر جگہ کی نفی۔ اس طرح کی مکمل دلیل جس میں ۱۸ جگہ کی نفی اور دس جگہ کا اثبات ہو نام نہاد اہل حدیث مناظر ایک بھی نہ دکھا سکا اور نہ قیامت تک دکھا سکے گا' انشاء اللہ۔

(۲)...... میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی جو اہل بدر میں سے تھے اور صف اول کے نمازی تھے۔ میرے پاک پیغمبر ﷺ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ اولو الاحلام والنھی سے دین سیکھو اور میرے امام محمد رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا کہ اہل بدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بڑے عالم ہیں۔ نام نہاد اہل حدیث مناظر اپنے دعویٰ کے موافق کسی اہل بدر سے نہ مرفوع حدیث لاسکا' نہ موقوف۔

(۳)...... میں نے اس بدری صحابی کی حدیث پیش کی جس نے یہ حدیث کوفہ میں بیان فرمائی اور تمام اہل کوفہ (صحابہؓ' تابعین' تبع تابعین' فقہاء اور محدثین رحمہم اللہ اور عوام) سب کا متواتر عمل اسی پر تھا جب کہ نام نہاد اہل حدیث مناظر اپنے مکمل دعویٰ پر کسی ایک صحابی' تابعی' تبع تابعی' فقیہ یا محدث یا عامی کا عمل ثابت نہ کرسکا۔

(۴)...... اس حدیث کو اللہ تعالیٰ یا رسول پاک ﷺ نے صحیح فرمایا نہ ضعیف' ہاں اہل کوفہ کا متواتر عمل اس کی صحت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

(۵)...... البانی غیر مقلد کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس حدیث میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے۔(حاشیہ مشکوۃ)

## ایک عجیب اعتراض :

جب میں نے مناظرہ میں سجدوں والی رفع یدین کی حدیث پڑھی تو نام نہاد اہل حدیث مناظر کہنے لگا کہ جب تم اس کو صحیح مانتے ہو تو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اس بے چارے کو یہ بھی علم نہیں کہ ماننے کے لئے عمل ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا۔ دیکھو مسلمان اور یہودی دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق مانتے ہیں پھر اختلاف کس بات پر ہے؟ تو وہ یہ ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی تھے اس لئے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں کہ یہودی قیامت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی ثابت نہیں کرسکتے اس لئے یا ان کا آخری نبی ہونا ثابت کریں ورنہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں۔ اسی طرح مسلمان اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے پر متفق ہیں مگر عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری

نبی ہیں اس لئے وہ حضور اقدس ﷺ کی نبوت کے منکر ہیں۔ اب مسلمان ان سے یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری نبی ہونا ثابت کرو ورنہ حضور اقدس ﷺ پر ایمان لاؤ۔ ہاں مسلمان حضور اقدس ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اس لئے مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کو جھوٹا نبی کہتے ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کی یہ بات برحق ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں مگر یہودیوں کی یہ بات بالکل جھوٹی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں اب یہودیوں سے ہم موسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا ثبوت نہیں مانگیں گے کیونکہ وہ تو متفق علیہ ہے۔ آخری نبی ہونے کا ثبوت مانگیں گے۔ اگر کوئی یہودی صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا ثبوت پیش کرتا رہے تو وہ یقیناً دھوکے باز ہے۔ اپنا وقت بھی ضائع کر رہا ہے اور دوسروں کا بھی۔ اسی طرح ہم یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ مگر یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ آخر عمر تک سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے رہے آپ ﷺ پر جھوٹ بھی ہے اور ترک رفع یدین بوقت سجود کا انکار بھی۔ اسی طرح ہم عیسائیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا ثبوت نہیں مانگیں گے اگر کوئی عیسائی اس پر سارا زور لگاتا رہے تو وہ عوام کو دھوکا دے رہا ہے اس کو تو اپنے اس جھوٹ کا ثبوت دینا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں جس جھوٹ کی وجہ سے وہ حضور پاک ﷺ کی نبوت کا انکار کر رہا ہے۔ پھر اس بات کو غور سے سمجھیں کہ وہ عیسائی بیسیوں آیات اور سینکڑوں احادیث بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے پر بیان کردے تو اس سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہوگا نہ کہ آخری نبی ہونا اور اس سے حضور ﷺ کی نبوت کے انکار کی راہ بالکل نہیں نکل سکے گی۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہوگا کہ وہ ایک ہی آیت یا ایک ہی حدیث پیش کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ تو جس طرح مسلمانوں کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام برحق ہیں یہ بالکل درست ہے' اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو بھی مان لیا اور بعد میں حضور ﷺ کی نبوت کو بھی مان لیا' اسی طرح یہ بات

درست ہے کہ حضور ﷺ نے رکوع و سجود کی رفع یدین کی' لیکن یہ بات جھوٹ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر عمر تک رفع یدین کرتے رہے' یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی ماننا۔ عیسائیوں کا ایمان نہ عیسیٰ علیہ السلام پر رہا کیونکہ وہ نبی تھے آخری نبی نہیں تھے اور نہ وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے۔۔۔۔اسی طرح نام نہاد اہل حدیث کا نہ ان احادیث پر ایمان ہے جن میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے' نہ ان احادیث پر ایمان ہے جن میں سجدوں کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور نہ ہی ان احادیث پر ان کا ایمان ہے جن میں رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے' کیونکہ جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی کہہ کر اپنا ایمان خراب کرلیا اسی طرح ان لوگوں نے آخری عمر تک رفع یدین ۱۸ کی نفی اور دس کا اثبات کہہ کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا اور نبی پاک پر جھوٹ بولنے سے یقیناً ایمان خراب ہوجاتا ہے۔ اور نہ ہی ان کا ان احادیث پر ایمان ہے جن میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کا ترک مذکور ہے۔ اس مسئلے کی ساری حدیثوں کا انکار اور نام پھر بھی۔۔۔۔اہل حدیث۔

بر عکس نہند نام زنگی کافور

## ٹکراؤ :

یہ بھی یاد رہے کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد والا نبی مانا ہے اسی طرح ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانا بلکہ ان کے زمانہ کے بعد نبی مانا ہے۔ جس طرح ہم خدا کے نبیوں میں ٹکراؤ پیدا نہیں کرتے اسی طرح ہم پیارے نبی کی پیاری احادیث میں بھی ٹکراؤ پیدا نہیں کرتے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سجدوں کے وقت رفع یدین کیا یہ ثابت ہے مگر یہ باقی رہا یا آپ ﷺ نے چھوڑ دیا' سجدے والی احادیث میں ان دونوں باتوں کا ذکر نہیں البتہ قیاس یہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے رفع یدین کی تو کرتے رہے ہوں گے مگر جب اس قیاس کے خلاف حدیث مل گئی کہ آپ ﷺ نے چھوڑ دی تھی تو ہم نے قیاس کو چھوڑ کر حدیث کو مان

لیا وہ روایت نسائی میں ہے۔ اسی طرح رکوع کے وقت بھی آپ کا رفع یدین کرنا ثابت ہے مگر اس کا آخر عمر تک باقی رہنا یا ترک فرمادینا ان احادیث میں مذکور نہیں البتہ قیاس کہتا ہے کہ آپ ؐ نے کی تو کرتے رہے ہوں گے مگر اس قیاس کے خلاف احادیث مل گئیں کہ آپ ؐ نے ترک فرمادی تھی تو ہم نے ان احادیث پر عمل کیا۔ یہ ذہن بہت غلط ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رہ ہی نہیں سکتا جب تک عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا نہ کہو اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رہ ہی نہیں سکتا جب تک حضور پاک ﷺ کو معاذاللہ جھوٹا نہ کہو۔ بالکل یہی ذہن غیر مقلدوں کا ہے کہ رکوع کی رفع یدین کو مانا ہی نہیں جاسکتا جب تک ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے والی احادیث کو جھوٹا نہ کہو اور سجدوں کی رفع یدین کی تمام احادیث کو جھوٹا نہ کہو اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے کی تمام احادیث کو جھوٹا نہ کہو اور ان سب احادیث کو جھوٹا کہنے سے بھی ایمان مکمل نہیں ہوگا جب تک ان احادیث میں بھی یہ جھوٹ نہ ملاؤ کہ حضور ﷺ نے آخری نماز بھی اسی طرح پڑھی۔ الغرض جھوٹ کے بغیر تو ان کا مذہب چل ہی نہیں سکتا۔ کہیں صحاح ستہ سے باہر ہی کوئی سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث نظر پڑ گئی تو فوراً ساتھ یہ جھوٹ ملالیا کہ آپ ﷺ نے آخری نماز بھی سینے پر ہاتھ باندھ کر پڑھی تھی۔ کہیں کوئی ضعیف سی حدیث آمین کی نظر پڑ گئی فوراً ساتھ یہ جھوٹ ملالیا کہ آپ ﷺ نے آخری نماز بھی اونچی آمین کے ساتھ پڑھی تھی اور باقی سب حدیثوں کو جھوٹا کہنا شروع کردیا۔ ہمارا مطالبہ اب بھی قائم ہے کہ صرف اور صرف ایک حدیث جس میں ۱۸ جگہ رفع یدین سے ہمیشہ کے لئے منع کیا گیا، دس جگہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا ہو اور اس پر آپ ﷺ نے آخر عمر تک عمل کیا ہو اور فرمایا ہو کہ جو اس طرح رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث کو دلیل شرعی سے صحیح ثابت کیا جائے۔ یاد رہے آپ کے ہاں دلیل شرعی صرف اللہ ہے اور رسول ﷺ کا فرمان ہیں ہم وہ حدیث مان کر باقاعدگی عمل شروع کردیں گے۔

اشرف صاحب فرمانے لگے کہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳۱ مئی ۹۶ء میں تو مذکور ہے کہ اس مناظرہ میں مولانا محمد یحییٰ گوندلوی، مناظر اسلام قاضی عبدالرشید صاحب، مولانا مبشر احمد ربانی صاحب، فاتح مرزائیت پروفیسر اکرم جعجہ صاحب، مناظر

اسلام حافظ مصطفیٰ صادق صاحب' مولانا عبدالرحمٰن کاظمی صاحب اور دیگر علماء بھی تھے' مگر یہ سب حضرات مل کر بھی اپنے مکمل دعویٰ پر ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکے' پھر اشرف صاحب فرمانے لگے کہ بخاری' مسلم' موطامالک اور موطا محمد کا نام ہفت روزہ اہل حدیث نے لکھا ہے کہ ان کتابوں سے ہمارے مناظر نے احادیث صحیحہ پیش کیں۔ میں نے کہا آپ ہی نکال دیں۔ احادیث صحیحہ تو کجا صرف ایک حدیث جس میں ۱۸ جگہ رفع یدین سے منع کیا ہو اور دس جگہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم ہو اور یہ آپ ﷺ کا دائمی عمل ہو اور جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز باطل ہے اور اس حدیث کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہو۔ اشرف صاحب کہنے لگے کہ جب وہ اپنے مکمل دعویٰ پر ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکے تو آئندہ انہیں کبھی اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہلانا چاہئے۔ میں نے کہا کہ نہ صرف یہ کہ ان کے پاس اپنے دعویٰ پر دلیل نہیں بلکہ وہ بلا دلیل صحیح احادیث کو جھٹلاتے ہیں۔

(۱)..... ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی احادیث کو ان کے علامہ البانی نے صحیح مانا ہے اور یہ جھٹلاتے ہیں۔

(۲)..... سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث کو ابو حفص داجلی' عبدالحق ہاشمی' عبدالکریم سندھی اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے اور یہ جھٹلاتے ہیں

(۳)..... رکوع کی رفع یدین والی حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ساتھ جھوٹ ملا کر کہ آپ ﷺ آخر عمر تک یہ رفع یدین کرتے رہے یہ ایسا ہی جھوٹ ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

(۴)..... پہلی تکبیر کے بعد ترک رفع یدین کی احادیث خاص طور پر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کا البانی صحیح کہتا ہے اور یہ جھٹلاتے ہیں۔ تو جو فرقہ ایک مسئلہ میں چار قسم کی احادیث کو جھٹلاتا ہو اس کا اپنے کو اہل حدیث کہنا ایسا ہی ہے جیسے رات کو دن کہنا۔ اگر احادیث کے جھٹلانے والے اہل حدیث ہیں تو پھر منکر حدیث کن کو کہا جائے گا؟ اشرف صاحب نے کہا بالکل بجا ہے میں الحمد للہ بالکل مطمئن ہو گیا ہوں۔